Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

از مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف
ماہنامہ علمی سماجی ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ شمارہ 81

5 ماہ رمضان کا روزہ

9 جناب زہراء اور امام زمانہ کی یاد

11 روزہ اور تذکیہ نفس

14 قرآن میں انسانی حقوق (آخری قسط)

16 روزے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت

18 ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت امام سجاد علیہ السلام کی نظر میں

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

بانی

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

اللہ کے حقوق

قسط 9

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: فَأَمَّا حَقُّ اللَّهِ الْأَكْبَرُ فَإِنَّكَ تَعْبُدُهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِإِخْلَاصٍ جَعَلَ لَكَ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَكْفِيَكَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ يَحْفَظَ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْهُمَا

یعنی خدا کا بڑا اور اہم حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اگر تم نے یہ حق پورے خلوص سے ، بغیر کسی ملاوٹ کے یعنی کوئی غرض سوائے خدا کی خوشنودی کے نہ ہو تو خداوندِ عالم تمہارے لئے اور تمہاری بخشش کے لئے اپنی ذات پر لازم قرار دے گا کہ تمہیں دنیا و آخرت کی ہر مشکل سے دور رکھے اور تمہاری دنیا اور آخرت کی تمام مشکلات کو آسان کرے اور تمہارے لئے دنیا و آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کی تمہارے لئے حفاظت کرے ۔

ان آیتوں میں خداوندِ عالم نے اپنی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ انسان کو خدا کی معرفت کے ساتھ اس کی محبت پیدا ہو اور خدا کے علاوہ دوسروں سے جن کو لوگ خدا کا شریک سمجھتے ہیں سے نفرت ہو ، ارشاد خدا ہوتا ہے :

قُلِ الحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلامٌ عَلَى عِبادِهِ الَّذينَ اصْطَفَى ءَاللّٰهُ خَيرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ أَمَّنْ خَلَقَ السَّماوَاتِ وَ الْأَرْضَ وَ أَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّماءِ ماءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُواْ شَجَرَهَا أَ ءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ (النمل۵۹ تا ٦٠)

ترجمہ: کہہ دو کہ تمام حمد و ثناء اور تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں اور اس کے سلام و برکت اس کے بندوں پر کہ جن کو ان کی عصمت و طہارت کے سبب منتخب فرمایا۔ کیا خدا بہتر ہے یا وہ ناچیز پتھر کے من گھڑت بت جنکو خدا کا شریک سمجھتے ہو ۔ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا؟ پھر ہم نے اس سے پر رونق باغات اگائے، ان درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا، تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ تو منحرف قوم ہیں۔

اسی معنی کی مزید معرفت کے لئے اللہ فرماتا ہے :

أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرارًا وَ جَعَلَ خِلالَهَا أَنْهَرًا وَ جَعَلَ لَهَا رَواسِىَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حاجِزًا أَ ءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (النمل٦١)

ترجمہ: کس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس میں نہریں جاری کیں اور اسے مستقر کرنے کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ بنائی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟بلکہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پھر ارشاد فرماتا ہے :

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَ ءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ أَ ءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (النمل ۶۲ تا ۶۳)

ترجمہ: کون ہے جو مضطر وعاجز کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ؟ تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو۔کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ اللہ بالاتر ہے ان چیزوں سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

أَمَّن يَبْدَؤُاْ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ أَ ءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (النمل ۶۴)

ترجمہ: کون خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر اسے دہراتا ہے اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ کہدیجئے: اپنی دلیل پیش کرو اگر تم لوگ سچے ہو۔

اور واضح رہے کہ شرک صرف بت پرستی نہیں ہے بلکہ نفس پرستی بھی شرک ہے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے نفس کا پتلا بنا کر اس کو سجدہ کرے بلکہ نفسانی خواہشات کو کسی حالت میں اور کسی بھی مقدار میں عبادتِ خدا پر ترجیح دینا ہے اور یہ شرک کی ایک قسم ہے ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

شرک خدا کی دائمی رحمت اور اس کے مصدر اور حقیقی زندگی سے دوری ہے اور حقیقت میں یہ شرک کا معنی کہ جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے انسان کے لئے موت کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ طاقت جو اس کو دائمی حیات اور حقیقی عظمت کی طرف لے جانا چاہتی ہے اس سے دور کرتا ہے ، شبنمِ رحمت سے بے رخی اور اپنی داخلی اور خارجی شعور کی طاقتوں سے محروم ہونا ہے۔

اس کے مقابلے میں ایمان حقیقی زندگی اور حقیقی عظمت اور حقیقی کمال کی طرف جانا ہے۔خدا سے لگاؤ اور اس کی معرفت سے ایک فنا ہونے والا فرد اس ذات سے کہ جو دائمی ہے ، قدیم ہے اور ہمیشہ باقی ہے سے ارتباط پیدا کرتا ہے اور اس طرح اپنی دائمی بقاء ،دائمی عظمت و شرف سے ہمکنار رہتا ہے او رواضح رہے کہ حقیقی لذت خدا کی معرفت اور خدا کی نزدیکی میں ہے کہ جس کے سامنے جسمانی لذت کتنی بھی ہو کوئی حیثیت نہیں رکھتی اسی لئے آیات سے ظاہر ہے کہ مؤمنین کو جنت میں سب سے زیادہ لذیذ اور سب سے زیادہ محبوب چیز خدا کی قربت ملے گی، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی کھانے پینے ، لباس اور حوریں وغیرہ سے محروم رہے گا یا اس سے لذت حاصل نہیں کرے گا بلکہ وہ ان جسمانی لذتوں پر حقیقی لذت جو قربِ خدا ہے کو ترجیح دے گا اور اس طرح وہ ہر لذت سے فیض یاب بھی ہو گا اور اس کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور خدا کے نزدیک درجات کی بلندی کی کوئی انتہاء نہیں ہے ۔

جاری ہے ---

ماہ رمضان کا روزہ

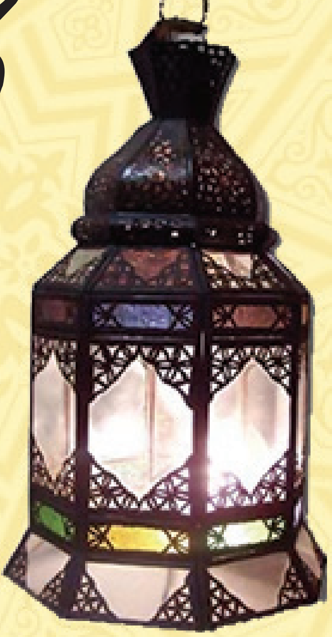

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمی
الحاج حافظ بشیر حسین نجفی
دام ظلہ الوارف

ماہ رمضان مبارک کے مبارک دن اور راتیں ہمارے قریب ہیں ۔ یہ رات اور دن سب سے زیادہ عظمت والے ہیں چونکہ یہ سال کے مہینوں میں سے افضل ترین اور اس عظمت والے مہینے کی راتیں اور دن ہیں کہ جسے اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے۔ شہر اللہ

یہ وہ مہینہ ہے کہ اللہ نے جسے ہمارے لئے نعمت قرار دیا ہے اور اپنے اولیاء کو یہ مہینہ اس وجہ سے عطا کیا ہے تاکہ یہ ان کے بلند نفوس کے لئے حفاظت گاہ بنے اور ایسا دروازہ بنے کہ جس کے ذریعے نیک بندے اللہ جل و جلالہ تک پہنچتے ہیں اور ان بلند مقامات پر پہنچتے ہیں کہ جو اللہ تبارک و تعالی نے اپنے مخلص بندوں کے لئے قرار دیئے ہیں۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان بنیادی باتوں کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لئے کچھ وقت دیں کہ جن کی روشنی میں ہمیں اس سال اور آئندہ کے سالوں کے ماہ رمضان مبارک میں چلنا ہے اور ان بنیادی باتوں میں چند ایک یہ ہیں:

پہلی بنیادی بات:

الصوم جنة من النار ، روزہ آگ سے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے ، یہ جملہ ہمارے لئے بہت ساری باتوں سے پردہ اٹھاتا ہے :

۱:جب مؤمن معصوم نہ ہو تو بے شک وہ ایمان کے جس درجے پر پہنچ جائے اور تقوی کے جتنے مراحل طے کر لے لیکن اس کے باوجود وہ ایسی ڈھال کی طرف محتاج رہتا ہے کہ جو اس کی حفاظت کرے ۔اللہ تعالی اور اسلام کے تمام بنیادی اصولوں پر ایمان اور روزے کے علاوہ تمام فروع دین کی پابندی انسان کے لئے ایسی دفاعی قدرت و طاقت پیدا نہیں کرتی کہ جو اسے نفس امارہ کی فریبیوں اور شیطان کی رسیوں سے بچانے والی سپر سے بے نیاز کر دے بلکہ انسان روزے کا محتاج رہتا ہے تاکہ یہ اس کی آگ سے حفاظت کرے بے شک یہ روزہ روزے دار کی اصلاح کرتا ہے اور اس کو ایسی نفس سازی کی طرف لے جاتا ہے کہ جو اسے لغزشوں اور خواہشات کے دلدل میں پھسلنے سے بچاتی ہے اورانسانیت و بشریت کے

طاقت ور دشمن شیطان رجیم سے اس کی حفاظت کرتی ہے ۔

۲: الصوم جنة من النار روزہ آگ کے لئے ایک سپر ہے ۔ یہ تعبیر اس بات سے بھی پردہ اٹھاتی ہے کہ انسان کمزور ہے اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ اپنے نفس کو پھسلنے سے بچائے اور وہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے کی اس وقت تک طاقت نہیں رکھتا جب تک اس کو کوئی مادی یا روحانی طاقت عطا نہ کر دی جائے ۔ پس انسان ہمیشہ ایسی سپر اور حفاظت کرنے والی طاقت کی طرف ہمیشہ محتاج رہتا ہے ۔ اس جملہ سے ہمیں اس بات کا بھی علم ہوجاتا ہے کہ پروردگار کا کتنا بڑا لطف و کرم ہے اور اس کی اپنے بندے کے ساتھ کتنی محبت و رحمت ہے کہ جب اس نے یہ دیکھا کہ اس کا بندہ کمزور ہے (کہ جس کی طرف اللہ نے اپنے اس قول سے قرآن میں اشارہ فرمایا کہ (وخلق الانسان ضعیفا)اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیاہے)تو اس نے اپنے بندے کو بے سہارا یا حوادث کو لقمہ بننے کے لئے اور جنوں و انسانوں میں سے اس کے دشمنوں کے لئے آسان ھدف کے طور پر نہیں چھوڑا بلکہ اس نے اپنے کریم نبی ﷺ کے ذریعے اس کی حفاظت کا ذریعہ اور وسیلہ نازل کیا اور وہ وسیلہ روزہ ہے۔

روزہ جیسی عبادت کی عظمت سے پردہ اٹھانے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ روزہ ان بنیادوں میں سے ہے کہ جن پر اسلام کی عمارت کو بنایا گیا ہے اور ان عبادات میں سے ہے کہ جن کا اللہ تبارک و تعالی نے تمام شریعتوں اور امتوں میں حکم دیا جیسا کہ قرآن کی آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ :

يا أَيُّها الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو (سورہ بقرہ ۱۸۳)

اسی آیت میں روزہ کے مقصد کی یوں وضاحت کی گئی ہے :لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ پس یہ جملہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ انسان کو اس کی ضرورت ہے پس روزہ ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے بندہ لغزشوں اور گناہوں سے بچنے کی طاقت حاصل کرتا ہے اور اسی سے ہی اپنے آپ کو خواہشات کی دلدل میں گرنے سے بچاتا ہے اور شائد کتنی ہی اچھی صفت اس عبادت کے لئے ہمارے امام سید الساجدین علیہ السلام نے بیان فرمائی : فرمایا کہ:

وَ أَمَّا حَقُّ الصَّوْمِ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ حِجَابٌ ضَرَبَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِكَ وَ سَمْعِكَ وَ بَصَرِكَ وَ فَرْجِكَ وَ بَطْنِكَ لِيَسْتُرَكَ بِهِ مِنَ النَّارِ

اور روزے کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ روزہ ایک ایسا حجاب ہے کو جو اللہ تعالی نے تمہاری زبان ،کان ، آنکھ ،پیٹ اور شرمگاہ پر قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تمہیں جہنم کی آگ سے چھپالے ۔

دوسری بنیادی بات:

وہ بنیادی باتیں کہ جن میں ہمیں غور وفکر کرنا ہے ان میں سے دوسری یہ ہے کہ روزہ جیسی عبادت نفسیاتی اور عقلی طاقت کی طرف محتاج ہے اور اسی وجہ سے روزہ کے ذریعے ایک عاقل انسان نفس امارہ کی سرکشیوں پر قابوپانے پر قدرت حاصل کرسکتا ہے۔پس اس بنیادی بات پر ہمیں توجہ کرنی چاہئے کہ کتنی عظمت والی یہ عبادت ہے اور کتنے ہی دنیاو آخرت میں اس کی وجہ سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ روزہ رکھو تو صحت مند ہوجاؤ گے اور یہ کہ روزے دار کی دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

پس جب اس عبادت کا اتنا فائدہ ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو اس عبادت کی عادت ڈالیں اور ان کے شعور میں یہ بات ڈالیں کہ یہ عمل اللہ تعالی کی طرف سے نعمت ہے تاکہ ہمارے جگر گوشوں کے نفوس میں اس عبادت کا شوق پیدا ہوجائے اور وہ اس کو انجام دینے لگ جائیں۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ بھلائی کی عادت ڈالو بے شک بھلائی ایک عادت ہے اور یہ گمان نہ کریں کہ بچہ اجر و ثواب سے محروم رہ جائے گا چونکہ وہ اس عبادت کا مکلّف نہیں ہے اور بے شک ثواب اور عنایات الٰہی مکلفین کے لئے خاص نہیں ہیں بلکہ غیر مکلفین کو بھی شامل ہیں جیسا کہ بچے کی طرف سے انجام دیے جانے والے واجب کی وجہ سے سرپرست ثواب و اجر کا مستحق ہوگا اوربہت زیادہ اللہ کے قریب تر ہوجائے گا۔

تیسری بنیادی بات:

باقی مہینوں سے یہ مہینہ اپنی حیثیت رکھتا ہے اس میں نیک کاموں کا اجر و ثواب زیادہ ہوجاتا ہے پس اس مہینے میں صدقہ دیگر مہینوں میں دئے گئے صدقے سے افضل ہوتا ہے ، اس مہینے میں انجام دی گئی واجب اور مستحب نمازیں دیگر مہینوں کی نسبت افضل اور زیادہ ثواب رکھتی ہیں ، اس مہینے میں قرآن کی تلاوت دیگر مہینوں کی تلاوت سے بہت بلند ، افضل اور زیادہ ثواب والی ہوتی ہے اور اس مہینے میں مسجدوں میں جانا دیگر مہینوں کی نسبت بہت زیادہ فضیلت اور ثواب رکھتا ہے پس ضروری ہے کہ ماہ رمضان مبارک کی اس خصوصیت کو ہم غنیمت جانیں ۔ اللہ اس پر رحم کرے کہ جو اس کا احساس کرتے ہوئے اس کو حاصل کرنے کی تگ و دو کرے۔

آپ جان لیں کہ ماہ رمضان المبارک اللہ کے نیک بندوں کی بہار ہے اور اسی میں مساجد کو آباد کیا جاتا ہے پس اے مؤمنو! مساجد اور امابارگاہ میں جاکر اللہ کے قریب تر ہوجاؤ اور ان کو اپنے جانے سے بھر دو اور اپنے

ساتھ اپنے ان جگر گوشوں کو بھی لے جاؤ کہ جو اس فضیلت اور ان باتوں کو سمجھنے کا شعور رکھتے ہوں ۔

چوتھی بنیادی بات:

جس طرح اللہ نے سال کے سب مہینوں پر اس مہینے کو فضیلت دی ہے اسی طرح اللہ نے اس مہینے کے بعض دنوں اور راتوں کو بھی دوسری راتوں پر فضیلت دی ہے روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جیسے جیسے انسان اس مبارک مہینے کے آخر میں جاتا ہے تو اس کا عمل گزشتہ راتوں سے افضل ہوجاتا ہے ۔

اور اللہ نے اس مہینے کولیلۃ القدر کے ساتھ خاص کیا ہے جو کہ ہزار مہینوں سے افضل ہے پس اس میں عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے ، یہ رات اللہ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ اور اس کی امت پر ایک احسان ہے اور اسی رات میں انسان دنیا و آخرت کی وہ بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے کہ جن کو وہ دوسری راتوں میں حاصل کرنے سے عاجز رہا ۔

پانچویں بنیادی بات:

شریعت میں بہت سارے اعمال ایسے ہیں کہ جو ہر وقت مستحب و مطلوب ہیں لیکن رمضان کی راتوں میں ان اعمال کا خصوصی اہتمام کرنا زیادہ فائدہ رکھتا جس میں سے ایک تلاوت قرآن ہے پس اگر کرسکو تو ختم قرآن کرو اگرچہ ایک دفعہ ہی کیوں نہ ہو اور یہ آپ کے لئے کئی گنا زیادہ نفع بخش ہو گا اس ختم قرآن سے کہ جو دوسرے مہینوں میں ختم کیا گیا۔

انہی میں سے نوافل بھی ہیں اس مہینے میں نوافل کا انجام دینا باقی مہینوں کی نسبت کئی درجہ افضیلت رکھتا ہے۔

اور اس مہینے میں اعتکاف میں بیٹھنا باقی مہینوں کی نسبت بہت زیادہ افضل، نفع بخش اور اجر وثواب کا حامل ہے۔

مساجد میں بیٹھنااوراللہ کا ذکر شکر حمد و تسبیح اور محمد و آل محمد پر صلوات پڑھنا دیگر مہینوں کی نسبت کئی گنا افضل ہے اور رزق حلال کی کوشش کرنا اپنے اہل وعیال کی ضرورت کی خاطر یا ان کی آسانی کی خاطر دیگر مہینوں میں رزق حلال کمانے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے ۔

ہمیں چاہیے کہ ہم یہ بھی جان لیں کہ جتنا عمل افضل ہوگا اتنا اسے اس مہینے میں انجام دینا افضل و اشرف ہوگا پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اس مہینے میں افضل ترین اعمال کو انجام دیں اور انہی کے ذریعے سے ہمارے لئے اللہ کے قریب تر ہونا ممکن ہوگا۔ پس کمانے والا شخص اپنے رزق و کاروبار کو پاک کرے تاکہ اپنے اہل و عیال اور اپنے لئے پاک رزق کو حاصل کرے جوکہ بہت بڑی عبادت ہے۔

اور جو علم دین حاصل کر رہے ہیں ان کو اس مہینے میں زیادہ کوشش کرنی چاہئے ۔ طالب علم کے لئے افضل اعمال درس ومباحثہ ہیں پس اگر یہ ممکن نہ ہو تو مطالعہ کرنا افضل ہے۔

چھٹی بنیادی بات:

اس مہینے کی عظمت کی وجہ سے جس طرح نیکیوں کی عظمت بڑھ جاتی ہے اسی طرح اس مہینے میں برائیوں کی شناعت بھی بڑھ جاتی ہے جیسے جھوٹ کبیرہ گناہ ہے اور برا عمل ہے لیکن اس مہینے میں یہ اکبر اور زیادہ برا عمل ہوگا جس طرح غیبت سال کے بقیہ مہینوں اور دنوں میں بہت بڑی معصیت اورگناہ ہے لیکن اس مہینے میں اور زیادہ اس کاگناہ بڑھ جاتا ہے اس وجہ سے معصومین علیھم السلام کے کلام میں یہ بات آئی ہے کہ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کو بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا ہے۔ معصومین علیھم السلام کا یہ قول ان روزوں داروں کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس مہینے میں بھی برائیوں سے نہیں رکتے ۔

اور جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ : اے لوگو! اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں پس اپنے رب سے دعا کرو کہ ان دروازوں کو وہ تمہارے لئے بند نہ کر دے اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پس اپنے رب سے دعا کرو کہ ان کو تمہارے لئے نہ کھولے اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے پس اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ان کو تمہارے اوپر مسلط نہ کرے ۔

اس فرمان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی یہ مراد ہے کہ روزہ کھانے پینے اور دیگر ان لذات و شہوات پر انسان کو کنٹرول حاصل کرنے کی صلاحیت دیتا ہے کہ جن کے ذریعے سے شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے اور شیطان ان لذات وشہوات کی مدد کے بغیر انسان پر کنٹرول حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا پس جب انسان روزے کی وجہ سے نفسانی لذات و شہوات کو اپنے آپ سے روک دیتا ہے تو اب شیطان بے بس ہوجاتا ہے پس اس کے ہاتھ و پاؤں بندھ جاتے ہیں پس ہمیں روزہ میں پوشیدہ معانی کو سمجھنا چاہئے اور اپنے اعمال سے ان خطروں سے بچنا چاہئے اوران نیکیوں کو اپنانا چاہئے کہ جو اللہ کے ہمیں قریب کر دیں اور جب ہم اس مبارک مہینے میں نیکی کرنے کی عادت ڈالیں گے اور شریعت کی حدود کی پابندی کرنے پر نفس کو عادی بنائیں گے تو دوسرے مہینوں میں بھی ہمیں سیدھے رستے پر رہنے میں یہ معاون ثابت ہوں گی اور آنے والی تمام راتوں اور دنوں میں گمراہ کرنے والوں کی گمراہی اور شیطانوں کے اثرات سے بچانے کے لئے ڈھال بن جائیں گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

گرمی کے روزے

احادیث معصومین علیہم السلام

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع مَنْ صَامَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْماً فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَأَصَابَهُ ظَمَأٌ- وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ أَلْفَ مَلَكٍ يَمْسَحُونَ وَجْهَهُ وَ يُبَشِّرُونَهُ - حَتَّى إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ- مَا أَطْيَبَ رِيحَكَ وَ رَوْحَكَ- مَلَائِكَتِي اشْهَدُوا أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ.

(وسائل الشيعة؛ ج١٠، ص: ٤٠٩)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو گرمی کی شدت میں اللہ تعالی کے لئے روزہ رکھے اور اسے سخت پیاس لگے تو اللہ تعالی ایک ہزار فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے کہ جو اس روزے دار کے منہ کا مسح کرتے ہیں اور اسے بشارت دیتے ہیں اور جب وہ افطار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتنی ہی پاک تیری خوشبو اور روح ہے اے میرے فرشتو! گواہ رہنا میں نے اس کو معاف کردیا ہے۔

قَالَ الصَّادِقُ ع أَفْضَلُ الْجِهَادِ الصَّوْمُ فِي الْحَرِّ.

(بحار الأنوار؛ ج٩٣، ص: ٢٥٦)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ افضل ترین جہاد گرمی میں روزہ رکھنا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ ع أَنَّهُ قَالَ: حُبِّبَ إِلَيَّ الصَّوْمُ بِالصَّيْفِ

(مستدرك الوسائل ج٧، ص: ٥٠٥)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے لئے پسندیدہ روزہ گرمی کا روزہ ہے۔

فِي حَدِيثِ وَفَاةِ مَرْيَمَ أَنَّ عِيسَى ع نَادَاهَا بَعْدَ مَا دُفِنَتْ فَقَالَ يَا أُمَّاهُ هَلْ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى الدُّنْيَا قَالَتْ نَعَمْ لِأُصَلِّيَ لِلَّهِ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ وَ أَصُومَ يَوْماً شَدِيدَ الْحَرِّ يَا بُنَيَّ فَإِنَّ الطَّرِيقَ مَخُوفٌ

(مستدرك الوسائل ج٧، ص: ٥٠٦)

حدیث میں ہے کہ جب جناب مریم سلام اللہ علیہا کی وفات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے دفن ہونے کے بعد ان کو ندا دی اور فرمایا کہ اے میری ماں ! کیا آپ واپس دنیا میں آنا چاہتی ہیں؟

تو حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے فرمایا ہاں میں دنیا میں فقط اس وجہ سے آنا پسند کروں گی تاکہ سردی کی سخت راتوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھوں اور سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھوں اے میرے بیٹے راستہ بہت پر خطر ہے۔

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ع: مِنْ سَوَابِقِ الْأَعْمَالِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِلَى أَنْ قَالَ وَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَ الصَّوْمُ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ

(مستدرك الوسائل ج٧، ص: ٥٠٦)

امام جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھے ترین اعمال میں یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہاں تک آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سخت سردی کی رات میں وضوء کرنا اور گرمی کے دن روزہ رکھنا بھی انہی اعمال میں شامل ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص: الصَّوْمُ فِي الْحَرِّ جِهَادٌ

(مستدرك الوسائل ج٧، ص: ٥٠٥)

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گرمی میں روزہ رکھنا جہاد کی فضیلت رکھتا ہے۔

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع أَنَّهُ قَالَ: حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ إِطْعَامُ الضَّيْفِ وَ الصَّوْمُ بِالصَّيْفِ وَ الضَّرْبُ بِالسَّيْفِ

(مستدرك الوسائل ج١٦، ص: ٢٥٩)

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزوں سے محبت ہے مہمان کو کھانا کھلانا، گرمی کے موسم کا روزہ اور تلوار سے جہاد کرنا۔

المهدیؑ

جناب زہراء اور امام زمانہ کی یاد

مولانا قیصر عباس نجفی

کتب مقاتل کی طرف رجوع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب زہراء س نے اپنے اوپر آنے والے مصائب کے وقت امام زمانہ ع کو یاد فرمایا۔ جیسا کہ علامہ امینی قدس سرہ کی طرف یہ منسوب ہے وہ فرماتے ہیں کہ بی بی نے اس وقت امام زمان ع کو یاد فرمایا تھا۔

علامہ امینی رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ فرماتے کہ جب بی بی فاطمہ ع پر در و دیوار کے درمیان ظلم کیا گیا تو پہلا جملہ اسوقت جو بی بی نے فرمایا وہ یہ تھا یا مہدی ع۔عدة الخطيب ج٤ص٥٦١

شیخ وھاب کاشی فرماتے:

يقول بعض الخطباء أنها لما عصرت بين الحاط و الباب صاحت :ولدي مهدي متي تخرج و تطلب بثاري

بعض خطباء فرماتے ہیں جب بی بی پر دروازے اور دیوار کے درمیان ظلم کیاگیا تو بی بی نے پکارا

ائے مہدی ع بیٹا کب آؤگے اور میرے خون کا بدلہ لوگے۔

الطريق إلي منبر الحسين ج٣ ص١٥٨

امام زمانہ علیہ السلام اور یاد بی بی فاطمہ علیہا السلام

اس حوالے سے علامہ باقر ھندی کا خواب بیان کروں گا۔

قال العلامة الشيخ محمد السماوي في كتابه «طرافة الأحلام»:

أخبرني السيد العالم الفاضل الأديب السيد باقر الرضوي الهندي النجفي، قال:

رأيت في منامي المهدي- عجّل اللّه تعالى فرجه و سهّل مخرجه- ليلة الغدير حزينا باكيا. فجئت إليه و سلّمت عليه و قبّلت يديه و كأنه يفكّر، فقلت: يا سيدي، إن هذه أيام فرح و سرور بعيد الغدير و أراك حزينا تبكي!؟ فقال: ذكرت أمّي الزهراء عليها السّلام و حزنها؛ ثم أنشد يقول:

لا تراني اتخذت لا و علاها　　　بعد بيت الأحزان بيت سرور

الموسوعة الكبرى عن فاطمة الزهراء، الأنصاري

،ج١٤،ص:١٩٢

علامہ شیخ محمد سماوی نے اپنی کتاب طرافۃ الأحلام میں لکھتے ہیں کہ مجھے سید عالم فاضل ادیب باقر رضوی ھندی نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں امام مھدی ع کو دیکھا ۔ امام غدیر کی رات رو رہے ہیں۔سید باقر کہتے ہیں میں امام ع کے پاس آیا ۔انھیں سلام کیا اور مولاع کے ہاتھ چومے امام ع تفکر کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا مولا ع عید غدیر کے ایام ہیں۔ یہ خوشی و سرور کے ایام ہیں۔ میں آپکو غمگین اور روتے ہوئے دیکھ رہا ھوں ۔تو مولا ع نے فرمایا مجھے اپنی دادی زھرا ع اور انکے مصائب یاد آ رہے ہیں ۔پھر امام ع نے شعر پڑھا:

اللہ کی قسم بیت احزان کے بعد آپ ہمارے گھر میں خوشی نہیں دیکھوگے۔

امام زمانہ ع کیلئے بڑے مصائب کون سے ہیں:

احد المومنین تشرف بلقاء مولانا الحجة بن الحسن،فساله عن اعظم المصائب علی قلبه

الشریف فقال روحی فداه مصاب جدتی فاطمة ،و مصاب عمتی زینب۔

معین الخطباء فی مجالس العاشوراء ص ۴۳۳- السید حسین نجیب محمد

ایک مومن کو امام زمانہ ع کی زیارت نصیب ہوئی. اس نے امام سے سوال کیا مولا آپ کے لیے سب سے بڑی مصیبت کونسی ہے. تو امام ع نے فرمایا میری دادی زہرا س کے مصائب اور میری پھوپھی اماں زینب کے مصائب میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے.

گذشتہ واقعہ کی طرح یہ واقعہ بھی ملتا ہے معین الخطباء ص ۴۸ پر ہے کہ ایک خطیب نقل کر رہا تھا کہ اس نے پہلی محرم کو خواب میں امام زمانہ ع کو دیکھا مولی غمگین دل شکستہ اور سیاہ لباس پہن کر ماتم اور مجلس منعقد کر کے بیٹھے ہیں. لیکن یہ مجلس کہاں تھی وہ خطیب کہتے ہیں. کہ میں نے دیکھا امام زمانہ ع بی بی زہراء کی قبر پر مجلس منعقد کر کے بیٹھے ہیں. پھر امام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا. کہ لوگوں کو بتاؤ کہ مولی حسین ع کی مصیبت بی بی زہرا س کی مصیبت کی فرع ہے. اور امام اس معنی پر متضمن اشعار پڑھ رہے تھے. اللہ کی قسم کربلا نہ ہوتی اگر سقیفہ نہ ہوتا. لوگ جانتے ہیں آگ نہ ہو تو لکڑیاں کیوں.

امام مھدی آخر الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف یہ بھی فرماتے ہیں۔

وَ فِي ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ص لِي أُسْوَةٌ حَسَنَة

اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی میرے لئے نمونہ عمل ہے۔

الغیبة للطوسي ص۲۸۶

بقیہ : ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت امام سجاد علیہ السلام کی نظر میں

اس معنٰی کے لحاظ سے یہ ماہ مبارک انسان کو عیبوں سے پاک کرنے کے لیے آیا ہے ۔

یہ چیز مومن کو کب حاصل ہوگی ؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب انسان کے تمام اعضاء و جوارح کو روزہ ہو۔امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ «إذا صُمتَ فَلْيَصُمْ سَمعُکَ وَبَصَرُکَ وَشَعرُکَ وَعَدَّدَ أشياءَ غَيرَ هَذا وَقالَ لاتَكونَنَّ يَومَ صَومِكَ كَيَومِ فِطْرِکَ (اصول کافی، ج ۴، ص۸۷ ؛ التہذیب،ج۴، ص ۱۹۴)

جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان ، آنکھ ، بال اور جسم کی کھال تک روزہ دار ہو اور تمہارے روزہ کا دِن بے روزہ والے دن کے مانند نہیں ہونا چاہیے ۔

(۲) (رات کو) قیام کرنے کا مہینہ :

روایات میں قیام اللیل کا لفظ آیا ہے جو نماز تہجد کو شامل ہے جس طرح امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَ عِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاس.
(اصول کافی ج ۲ ص ۵۳۹)

مومن کا شرف رات کو عبادت انجام دینا اور مومن کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونا ہے ۔

اور اسی طرح اس ماہ کی راتوں میں ہزار رکعت نماز کا پڑھنا مستحب ہے جس تفصیل دعاؤں کی کتابوں میں موجود ہے ۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام سجاد علیہ السلام نے دعا کے اس ابتدائی حصہ میں ماہ رمضان المبارک کے اسماء کو بیان کر کے پورے ماہ مبارک کی اہمیت ، عظمت اور فضیلت کو ایک مختصر کلام میں جمع کر دیا ہے اور اسی طرح یہ کام محمد و آل محمد علیھم السلام کے ساتھ خاص ہے کہ دریا کو ایک کوزے میں بند کر دیتے ہیں ۔جس کی مثال امام علیہ السلام کی یہ نورانی دعا ہے ۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یا اللہ بحق محمد و آل محمد علیھم السلام اس ماہ مبارک رمضان کو ہمارے روزوں کا آخری زمانہ نہ قرار دے اور اگر تو نے قرار دیا ہے تو ہمیں اپنی رحمت سے سرفراز فرما اور محروم نہ فرما ۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اللھم عجل لولیك الفرج۔

روزہ اور تذکیہ نفس

شیخ ضیغم عباس نجفی

انسان کا مقصدِ تخلیق عبادت الٰہی ہے اور عبادت کا مقصدِ وحید تقوی اور للاہیت کا حصول ہے۔عبادت اگر بطور عادت کی جائے تو اس سے واجب تو کسی حد تک ادا ہوجاتا ہے لیکن اگر یہی عبادت صدق و اخلاص ان تعبد اللہ کانک تراہ کے شعور سے کی جائے تو انسان قرب کے اس مقام پر فائز ہوتا ہے کہ یہاں سے ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کی ایمان افروز صدائیں آنے لگتی ہیں۔ روزہ ہی ایک منفرد عبادت ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ (مستدرک الوسائل ج ۷ ص ۵۰۳)

اسی طرح روزہ ایک مسلمان کو دوسروں کی بھوک ، غربت اور افلاس کا احساس کرنے کی تڑپ پیدا کرتاہے یہ انسان تنگ دست اور بھوک کی ماری مخلوقِ خدا کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے نیز روزہ انسان کو باطنی طہارت کا سامان بھی فراہم کرتا ہے اس کا بنیادی مقصد ہی تقوی پیدا کرنا ہے تاکہ بندہ مؤمن ہر طرح کی آلائشوں اور غلاظتوں سے پاک ہوکر معاشرے کا ایک اچھا اور دوسروں کا خیال رکھنے والا فرد بنے اس سے ایک پاکیزہ معاشرے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

روزے کا تصور کم و بیش دنیاکے ہر مذہب میں مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے مگر اسلام نے اپنی دیگر تمام تعلیمات کی طرح اس میں اعتدال اور توازن برقرار رکھا ہے اسی فریضے کی اصل روح لوگوں تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے عام فہم انداز میں لوگوں کے سامنے بیان کیاجائے۔

لغوی و شرعی اعتبار سے روزے سے کیا مراد ہے؟

روزے کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں صوم کےلغوی معنی رکنے کے ہیں شرع کی رو سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک محرمات روزہ سے رکنے کا نام روزہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ثابت ہے:

وَ كُلُوا وَ اشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيامَ إِلَى اللَّيْلِ

اوراس وقت تک کھا پی سکتے ہوجب تک فجر کا سیاہ ڈورا ،سفید ڈورے سے نمایاں نہ ہو جائے۔ اس کے بعد رات کی سیاہی تک روزہ کو پورا کرو۔ (سورہ بقرہ ۱۸۷)

یہاں پر ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آپ آیت کریمہ میں خیط ابیض اور خیط اسود کا لفظ آیا ہے تو مفسرین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ خیط ابیض سے مراد صبح صادق ہے اور خیط اسود سے مراد صبح کاذب ہے یعنی روزے رکھنے کی ابتداء صبح صادق سے شروع ہوتی ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں روزے کی فرضیت و فضیلت

قرآن حکیم میں روزے کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا :

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔(سورہ بقرہ ۱۸۳)

امیر المؤمنین امام المتقین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ :وَ قَالَ فَرَضَ اللَّهُ ---الصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ

خداوندِ عالم نے لوگوں کے روزے کو لوگوں کے خلوص کی آزمائش کے لئے فرض کیا ہے ۔(نہج البلاغۃ حکمت ۲۵۲)

ایک مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ :

أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ عِلَّةِ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ الصِّيَامَ لِيَسْتَوِيَ بِهِ الْغَنِيُّ وَ الْفَقِيرُ وَ ذَلِكَ أَنَّ الْغَنِيَّ لَمْ يَكُنْ لِيَجِدَ مَسَّ الْجُوعِ فَيَرْحَمَ الْفَقِيرَ لِأَنَّ الْغَنِيَّ كُلَّمَا أَرَادَ شَيْئاً قَدَرَ عَلَيْهِ فَأَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ خَلْقِهِ وَ أَنْ يُذِيقَ الْغَنِيَّ مَسَّ الْجُوعِ وَ الْأَلَمِ لِيَرِقَّ عَلَى الضَّعِيفِ وَ يَرْحَمَ الْجَائِعَ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزے کی علت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا :روزہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے مالدار اور فقیر سب برابر ہو جائیں کیونکہ مالدار جب تک بھوک کا مزہ نہ چکھ لے وہ فقیر کے اوپر رحم نہیں کرتا چونکہ جو اس کا دل چاہتا ہے وہ اسے حاصل کرلیتا ہے لہٰذا خداوندِ عالم نے یہ چاہا کہ اس کی تمام مخلوقات کے درمیان مساوات پیدا ہوجائے اور مالدار بھی بھوک کا مزہ اور درد چکھ لے تاکہ اس کا دل بھی کمزوروں کے لئے نرم پڑ جائے اور بھوکوں کے ساتھ رحم دلی سے پیش آئے ۔ (وسائل الشیعہ ج ۱۰ص ۷)

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ :وَ قَالَ ع نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَ صَمْتُهُ تَسْبِيحٌ وَ دُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَ عَمَلُهُ مُضَاعَفٌ.

روزے دار کا سونا عبادت ،سانس تسبیح اور دعا مستجاب ہے نیز اس کے عمل اجر دگنا ہو جاتا ہے۔(بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۹۳ ص : ۲۴۶)

ایک اور مقام پر رسول اسلام ﷺ سے روایت ہے کہ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الصَّائِمُ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَ إِنْ كَانَ نَائِماً عَلَى فِرَاشِهِ مَا لَمْ يَغْتَبْ مُسْلِماً.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہے چاہے وہ سو رہا ہو البتہ جب تک وہ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے ۔ (بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۹۳ ص : ۲۴۶)

یعنی غیبت روزے کے ثواب اور اس کی عبادت میں خلل پیدا کرتی ہے ۔

روزے کی حد:

روایات میں روزے کی حد کو یوں بیان کیا گیا ہے :

سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ أَنْ لَا يَأْكُلَ الْإِنْسَانُ وَ لَا يَشْرَبَ فَقَطْ وَ لَكِنْ إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَ بَصَرُكَ وَ لِسَانُكَ وَ بَطْنُكَ وَ فَرْجُكَ وَ احْفَظْ يَدَكَ وَ فَرْجَكَ وَ أَكْثِرِ السُّكُوتَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَ ارْفُقْ بِخَادِمِكَ.

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :روزہ صرف کھانے پینے سے نہیں ہے کہ انسان صرف کھانا پینا چھوڑ دے بلکہ جب تک تم روزہ رکھ لو تو پھر تمہاری آنکھ ، کان ، زبان پیٹ اور شرمگاہ کو بھی روزے دار ہونا چاہیے اور اپنے ہاتھ اور شرمگاہ کو بچا کر رکھو اور نیک باتوں کے علاوہ زیادہ سے زیادہ خاموش رہو اور اپنے خادموں کے ساتھ نرمی سے پیش آو۔ (وسائل الشیعۃ / ج ۱۰ ص : ۱۶۱)

روزہ کس سن ہجری میں فرض ہوا؟

روزے کی فرضیت کا حکم سن ۲ہجری میں تحویل قبلہ سے کم و بیش دس پندرہ روز بعد نازل ہوا آیت روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی جس میں رمضان کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا :

شَهْرُ رَمَضانَ الَّذي أُنْزِلَ فيهِ الْقُرْآنُ هُدىً لِلنَّاسِ وَ بَيِّناتٍ مِنَ الْهُدى‏ وَ الْفُرْقانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت اور(حق و باطل میں)امتیاز کرنے والے ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ روزہ رکھے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۵)

کیا روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا ؟

جی ہاں ! روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا :يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو ۔(سورہ بقرہ۱۸۳)

اس ضمن میں ایک روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ :

سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ لَمْ يَفْرِضِ اللَّهُ صِيَامَهُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ قَبْلَنَا فَقُلْتُ لَهُ فَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ- قَالَ إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ- عَلَى الْأَنْبِيَاءِ دُونَ الْأُمَمِ فَفَضَّلَ بِهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ وَ جَعَلَ صِيَامَهُ فَرْضاً عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ص وَ عَلَى أُمَّتِهِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ ہم سے پہلی امتوں پر فرض نہیں کیا گیا حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں یہ جو فرمایا ہے کہ کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے اللہ تعالی نے روزے فقط انبیاء علیہم السلام پر فرض کئے تھے امتوں پر فرض نہیں کئے تھے اللہ تعالی نے امت محمدی کو یہ فضیلت دی ہے کہ روزہ ان کے نبی اکرم ﷺ اور ان کی امت پر فرض کیا ہے۔ (وسائل الشیعۃ ج۱۰ص۲۴۰)

روزے کے مقاصد:

دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیم کوئی محض تعلیم نہیں بلکہ بے شمار حکمتوں سے معمور ہے اس کے فرائض و واجبات کی عمارت روحانی ،اخلاقی اور اجتماعی و مادی فوائد ومنافع کے ستونوں پر قائم ہے جس کی وضاحت صحیفہ الٰہی نے جگہ

جگہ کر دی ہے چنانچہ روزے کے مقاصد و اغراض کو انتہائی جامعیت کے ساتھ تین فقروں میں بیان کیا ہے :

۱: لِتُکَبِّرُواْ اللّٰہَ عَلَی مَا ھَدٰئکُم

تاکہ خدا نے جو ہدایت تمہیں بخشی اس پر اس کی بڑائی و عظمت کا اظہار کرو۔(سورہ بقرہ ۱۸۵)

۲: وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُون اور تاکہ اس ہدایت کی یافت پر اس کے شکر گزار بن جاؤ۔(سورہ بقرہ ۱۸۵)

۳: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم متقی بنو۔(سورہ بقرہ ۱۸۳)

روزہ در اصل اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکرانہ اور احساس شناس کا احساس ہے جو کتاب ربانی اور ہدایت روحانی کی صورت میں انسان کو ان ایام میں عطا ہوئی ہے جس سے اسے شیطان سے آدمی ،خاکی سے نوری اور ذلت و پستی کی عمیق غاروں سے نکال کر اوجِ کمال تک پہنچا دیا جس نے جہالت کو علم و معرفت سے ،نادانی کو حکمت و دانائی سےاور ان کی تاریکی کو روشنی سے بدل دیا جس نے اس کی قسمت کا پانسہ پلٹ دیااور خیر وبرکت کے خزانوں سے مالا مال کر دیا جس نے ذرے کو آفتاب کر دیا۔قرآن مجید کے یہ الفاظ یہ اس حقیقت کے غماز ہیں وَ لِتُکَبِّرُواْ اللّٰہَ عَلَی مَا ھَدٰئکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ یعنی یہ رمضان کے روزے اس لئے فرض ہوئے ہیں تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس کے شکر گزار بندے بنو کہ اس نے تم کو ہدایت بخشی اس تعلیم ربانی اور ہدایت روحانی کی شکر گزاری سے کہ مسلمانانِ عالم اس بابرکت مہینے کی فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔

تقویٰ الٰہی

روزے کا سب سے بڑا اہم اور روحانی مقصد حصول تقویٰ ہے اور تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد دل گناہوں سے شرماتا اور نیک باتوں کی طرف بے تابانہ لپکتا ہے ۔ روزے کا اصل مقصد انسان کی اندریہی کیفیت پیدا کرنا ہے انسانی قلوب میں اکثرگناہوں کے جذبات بے جا شہوات سے جنم لیتے ہیں روزے کی حالت میں جن شہوتوں سے روکا گیا ہے وہ بنیادی طور پر صرف دو ہیں ایک شہوت نفس اور دوسری شہوت شکم ان شہوتوں کی حیاتِ انسانی میں جو اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے بقیہ ساری شرائطیں انہی دو کے تابع ہیں ۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان جوانوں کا علاج جو اپنی کسی مجبوری کی بناء پر نکاح نہیں کر سکتے روزے کو تجویز کیا ہے اس صراحت کے ساتھ کہ روزہ شہوت کو توڑنے اور کم کرنے کا بہترین آلہ ہے ۔

تذکیہ نفس

روزے سے متعلق احادیث پہ نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ نفس کشی کا نام نہیں بلکہ ضبطِ نفس ہے ۔

گویا روزہ صرف حصولِ تقویٰ کاذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کی وہ حقیقت بھی سمجھاتا ہے جو عام طور پر بہت کم جانی اور سمجھی جاتی ہے تقویٰ کا یہ مفہوم بالکل غلط ہے کہ نفس کو جتنا مارا جائے تقویٰ کا اتنا ہی اونچا مقام حاصل ہوجائے گا تقویٰ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ نفس کو سرکش ہونے اور من مانی کرنے سے روک کر احکام الٰہی کا پابند بنا دیا جائے۔

لہٰذا اس ماہ صیام سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اور آپ پہلے ہی دن سے مضبوط ارادے کے ساتھ اس ربانی مدرسے میں داخل ہوں ہر وقت اپنی توبہ اور انابت کی تجدید کریں بالخصوص شبہائے قدر میں خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کریں اور بالخصوص وہ دعائیں جو آئمہ علیہم السلام سے منقول ہیں یا دعائے ابو حمزہ ثمالی ہے ان کو زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے ۔ غور و تدبر کے ساتھ کتاب الٰہی کی تلاوت کریں نفس کو روزے کے ثمرات سے لذت آشنا کریں اپنی روح کو مادیت کے فتنے سے بچانے کی کوشش کریں اور دعا کریں کہ ہم اور آپ سب ان بدبختیوں میں سے نہ ہوں کہ رمضان المبارک کا عظیم مہینہ اپنی رحمتیں سمیٹ کر ہم سے جدا ہوجائے اور ہماری گردن اسی طرح گناہوں سے لدی ہوئی ہو ۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ:

عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ

روزہ رکھو کیونکہ وہ جہنم سے محفوظ ہونے کی سپر ہے۔(دعائم الاِسلام / ج۱ ص : ۲۶۸)

پیغمبر اسلام ﷺ نے روزے کو سپر اس لئے قرار دیا ہے کہ روزے کی وجہ سے انسان کی دو مضبوط قوتیں یعنی شہوت اور غضب اس کے قابو میں رہتی ہیں اور اگر یہ دونوں بے قابو رہیں تو انسان کو گمراہی اور بھیانک تباہی کے منہ میں جھونک سکتی ہیں اس لئے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ

الصَّوْمُ جُنَّۃٌ مَا لَمْ یَخْرِقْھَا

روزہ اس وقت تک سپر ہے جب تک اسے پارہ پارہ نہ کیا جائے یعنی اسے باطل نہ کیا جائے۔(المجازات النبویۃ المجاز (۲۴۳))

روزے کے دوران ہمیں اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ آیا ہم روزے کے اثرات سے فی الواقع فیضیاب ہو بھی رہے ہیں یا نہیں ۔ اگر روزے ہمارے اندر تقویٰ الٰہی کو پروان نہ چڑھا رہے ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے کھانے پینے کے اوقات میں تبدیلی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کیا ۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ خداوندِ متعال ہم سب کو اس ماہ صیام کی فیوض و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن میں انسانی حقوق

(آخری قسط)

مولانا مفید حسین نجفی

گزشتہ سے پیوستہ:قرآن مجید نے انسانی حقوق بہت تاکید کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ جن میں سے پہلا حق حیات اور دوسرا حق حریت ہے ، تیسرا حق کرامتِ انسانی ہے کہ کسی کو انسان کا مذاق اڑانے کا حق نہیں اور چوتھا حق عدالت ہے کہ سب انسانوں کو برابر انصاف ملے گا اور پانچواں حق ملکیت ہے کہ انسان جس چیز کا مالک ہے اس میں تصرف کا حق رکھتا ہے ، چھٹا حق امن ہے اور انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ امن و امان کے لئے ٹھوس اقدام کرے اور ساتواں حق فقر کے معالجے کا حق تھا اور اس کے تحت ذیلی نکات میں گفتگو جاری تھی :

ششم : کفارات کا وجوب :

اسلام میں بہت سے افعال پر کفارہ واجب ہوتا ہے جس کا اولین مصرف فقراء کو کھانا کھلانا ہے ۔ بہت سے موارد کی طرف پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے ۔ صرف چند آیات کو ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں ۔

لا يُؤاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ في‏ أَيْمانِكُمْ وَ لكِنْ يُؤاخِذُكُمْ بِما عَقَّدْتُمُ الْأَيْمانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعامُ عَشَرَةِ مَساكينَ مِنْ أَوْسَطِ ما تُطْعِمُونَ أَهْليكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْريرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ ذلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمانِكُمْ إِذا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوا أَيْمانَكُمْ كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آياتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سورہ مائدہ ۸۹)

اللہ تمہاری بے مقصد قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا لیکن جو سنجیدہ قسمیں تم کھاتے ہو ان کا مواخذ ہو گا، قسم توڑنے کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور جسے یہ میسر نہ ہو وہ تین دن روزے رکھے،جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) تو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو،اللہ اسی طرح اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا لا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ أَنْتُمْ حُرُمٌ وَ مَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّداً فَجَزاءٌ مِثْلُ ما قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْياً بالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعامُ مَساكينَ أَوْ عَدْلُ ذلِكَ صِياماً لِيَذُوقَ وَبالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَ مَنْ عادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَ اللَّهُ عَزيزٌ ذُو انْتِقامٍ (سورہ مائدہ ۹۵)

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر (کوئی جانور) مار دے تو جو جانور اس نے مارا ہے اس کے برابر ایک جانور مویشیوں میں سے قربان کرے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل افراد کریں، یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کا کفارہ دے یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کیے کا ذائقہ چکھے، جو ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا اور اگر کسی نے اس غلطی کا اعادہ کیا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ بڑا غالب آنے والا ، انتقام لینے والا ہے۔

ہفتم: دیات کا وجوب :

انسان جب کسی پر کوئی جنایت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں جنایت کرنے والے پر دیت واجب ہوجاتی ہے ۔ دیت جنایت کی نوعیت کے حساب سے مختلف ہوا کرتی ہے ۔ یہاں تک کہ چھوٹے سے چھوٹے خراش پر بھی بھاری بھرکم دیت واجب ہوجاتی ہے ۔ بلکہ کسی کی جلد سرخ ہوجائے تو اس پر بھی دیت واجب ہے ۔ دیات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے بلکہ اصول ستۃ عشر میں ایک اصل عبد اللہ ابن جبر کی کتاب ، کتاب دیات ہے ۔ جس کے مقدمے میں لکھا گیا ہے کہ اسے کہ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے زمانے میں لکھی گئی ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے عمال اور مختلف ممالک میں اپنے والیوں کو اور افواج کے سرداروں کو بھیجی تھی ۔ لہٰذا اس مختصر مقالے میں صرف ایک آیت اور ایک روایت ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں ۔ سب بیان نہیں کی جاسکتی ہیں ۔

وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلاَّ خَطَأً وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ دِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ ۔۔۔ (سورہ نساء ۹۲)

اور کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کردے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے قتل کردے اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے۔

احادیث مبارکہ میں اس کی تفسیر کی گئی ہے کہ قتل کی دیت ایک ہزار دینار یا دس ہزار درھم یا سو اونٹ یا ایک ہزار بھیڑ بکریوں میں سے دے۔

آٹھواں حق : حق مساوات :

انسان ہونے کے لحاظ سے تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر نہ زبان کے لحاظ سے فضیلت حاصل ہے نہ رنگ و نسل کے لحاظ سے اور قوم و قبیلے کے اعتبار سے مگر یہ کہ جو جتنا زیادہ تقوی کے درجات طے کرتا ہے اتنا اس کا مقام اللہ کے نزیک بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثى وَ جَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَ قَبائِلَ لِتَعارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَليمٌ خَبيرٌ (الحجرات ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقینا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ یقینا خوب جاننے والا، باخبر ہے۔

رسول اکرم ص سے بھی مروی ہے کہ آپ ص نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِأَبٍ وَ جَدٍّ- وَ إِنَّمَا هُوَ لِسَانٌ نَاطِقٌ- فَمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ فَهُوَ عَرَبِيٌّ- أَلَا إِنَّكُمْ وُلْدُ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ- وَ اللَّهِ لَعَبْدٌ حَبَشِيٌّ حِينَ أَطَاعَ اللَّهَ- خَيْرٌ مِنْ سَيِّدٍ قُرَشِيٍّ عَصَى اللَّهَ- وَ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ(تفسير القمي ج ۲ ص ۹٤)

اے لوگو ! عرب ہونا باپ یا دادا کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ عربی ایک زبان ہے جو بولی جاتی ہے، لہٰذا جو بھی عربی میں بات کرتا ہے وہ عربی ہے۔ آگاہ ہوجاؤ کہ تم آدم ع کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوگئے ہیں۔ اللہ کی قسم ایک حبشی غلام جب وہ اللہ کی اطاعت کررہا ہو افضل ہے قریشی سید سے جوگناہ کربیٹھا ہے۔ اور تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم ترین شخص وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

خلاصہ :

معاشرتی زندگی کے نتیجے میں انسان کے بہت سے حقوق ہیں جن کی رعایت کرنا ہر انسان کا انسانی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ قرآن کریم انسان کے ان حقوق کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اگرچہ انسان کے حقوق مختلف جہات سے ہیں مگر ہم نے صرف ان حقوق کو ذکر کرنے کی کوشش کی جو انسان کو انسان ہونے کے ناطے حاصل ہیں۔ انسان کے انسان ہونے کے ناطے بہت سے حقوق ہیں مگر ہم نے صرف آٹھ حقوق بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ **پہلا حق** جینے کا حق ہے۔ اسلام حق حیات کو بڑی اہمیت دیتا ہے لہٰذا قتل کرنے والے کی ہرگز چھوٹ نہیں مگر یہ کہ جن موارد میں قتل کرنا جائز ہو جیسے جنگ کی حالت میں اپنی دفاع کی خاطر۔ **دوسرا حق** حق آزادی ہے۔ اسلام انسانی آزادی کو بھی بڑی اہمیت دیتا ہے یہاں تک کہ دین کو اختیار کرنے میں بھی انسان کو آزاد رکھا ہے۔ مگر یہ کہ اس کی آزادی انسانی اجتماعی مصلحتوں کے خلاف ہو تو پھر وہاں کسی مذھب میں یا کسی ملک و قانون میں آزادی نہیں ہے۔ جیساکہ مغرب جس آزادی کا نعرہ لگاتا ہے اس میں بھی یہ بنیادی شرط ہے کہ انسان کے افعال اجتماعی مصلحتوں کے خلاف نہ ہوں اور دوسرے انسانوں کے لئے باعث نقصان نہ ہوں۔ لہٰذا مکمل آزادی کے وہ خود بھی قائل نہیں ہیں۔ اسلام میں آزادی پسندی کے بہت سے مظاہر ہیں جن میں سے آزاد انسانوں کو غلام بنانے کی مذمت، غلاموں کو آزاد کرانے کی ترغیب اور عفت میں آزای وغیرہ شامل ہیں۔ **تیسرا حق** حق کرامت اور احترام ہے جس کے بہت سے لوازمات ہیں جن میں سے غیبت کی ممانعت، گالی گلوچ کی ممانعت اور مسخرہ بازی کی ممانعت وغیرہ شامل ہیں۔ **چوتھا حق** حق عدالت ہے۔ اسلام میں نا انصافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے درمیان ذاتی یا لسانی یا قومی و مذھبی امتیازات کے مطابق فیصلے کرے۔ بلکہ لازمی ہے کہ وہ سب کے ساتھ انصاف اور عدالت کی بنیاد پر فیصلے کرے۔ **پانچواں حق** حق ملکیت ہے۔ انسانی معاشرے میں ہر انسان حق رکھتا ہے کہ جس کا وہ مالک ہے اس میں تصرف کرے اور اس میں کوئی کسی کو رکاوٹ نہیں کرسکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کا تصرف اجتماعی مصلحتوں کے خلاف ہو۔ اور اسلام ایک اجتماعی نظام ہے لہٰذا حق تصرف میں اسلام کے قواعد و احکام کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ چھٹا حق حق امن ہے جس کے بہت سے مظاہر ہیں جن میں سے بعض تجسّس کی ممانعت، چوری کی ممانعت اور گھر کا احترام وغیرہ ہیں۔ **ساتواں حق** فقر و تنگدستی کے معالجے کا حق ہے۔ اسلام کے نزدیک فقر و غربت ایک مذموم چیز ہے لہٰذا اسلام نے انسانوں کے درمیان سے فقر کو دور کرنے کے بہت سے ضوابط دئے ہیں جن پر عمل کرکے کوئی معاشرہ فقر کی مشکل سے نمٹ سکتا ہے۔ جیسے فقیروں پر خرچ کرنے کا حکم، احتکار کی ممانعت، کسب حلال کی تعریف و اہمیت اور سستی و کاہلی کی مذمت، زکات و خمس اور کفارات و دیات کا وجوب۔ **آٹھواں اور آخری حق** حق مساوات ہے جس کے نتیجے میں کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر انسان ہونے کے لحاظ سے کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے بلکہ سب انسان انسانیت میں برابر ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین الطاهرین۔

روزے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت

مولانا محمد تقی ہاشمی

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی احکامات ہمارے لئے قرار دیے ہیں وہ یقینی طور پر اپنے اندر مصالح و مفاسد رکھتے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم اپنی محدود عقل میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کی اصل وجہ اور علت تامہ کا ادراک نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ جب سوال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم کیوں دیا؟ فلاں کام کو کیوں حرام کیا ؟ فلاں فعل سے کیوں منع فرمایا؟ تو اس کا پہلا اور علمی جواب یہی ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور جو بھی وہ ہمیں حکم دے یقیناً اس میں کوئی نہ کوئی بڑی وجہ ہوگی لہٰذا ہمارا کام اللہ کی اطاعت کرنا ہے اور اسی کو اسلام اور سر تسلیم خم کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ ہمارے ذہن میں کسی حکم کی کوئی وجہ سمجھ نہ بھی آئے تب بھی چونکہ وہ ہمارا منعم ہے ہمارا خالق ہے ہمارا اللہ ہے ہم نے مکمل اطاعت اور قلبی قبولیت کا ثبوت دینا ہے ۔

ہاں اگرچہ علماء کرام ہر حکم کی بہت ساری علتوں اور وجوہات کے اوپر بحث کرتے ہیں لیکن یہ وجوہات مکمل علت اور وجہ کی حیثیت نہیں رکھتی اصل علت اور وہ وجہ کہ جس کی وجہ سے اللہ نے کسی فعل کا حکم دیا یا کسی فعل سے روکا وہ اللہ ہی جانتا ہے لیکن علماء کرام روایات کی نظر میں یا اپنے تجربے کی حد تک کچھ باتوں کو بیان کرتے ہیں کہ جس سے اس حکم خدا کے پیچھے وجہ اور علت کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان وجوہات اور علتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے لئے مکمل اور علت تامہ کا نام نہیں دیا جاتا ۔

انہی احکام میں سے ایک حکم روزہ بھی ہے اور زمانہ قدیم سے یہ سوال اٹھایا جاتا رہا کہ اللہ نے روزہ کیوں فرض کیا ؟اس کے پیچھے کیا فلسفہ چھپا ہے ؟ تو اس کا بھی پہلا علمی جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ کا حکم کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور اپنے اندر رکھتا ہے ہمارا کام بس اطاعت کرنا ہے لیکن پھر بھی کچھ وجوہات کو خود آئمہ علیہم السلام نے اور علماء کرام نے بیان کی ہیں کہ جن میں سے بنیادی طور پر روزے کا جسمانی و روحانی دونوں کے لئے مفید ہونا بیان کیا گیا ہے یہاں روزے سے انسان اپنے جسم کے لئے فوائد حاصل کرتا ہے وہاں انسان کی روح کی تربیت ہوتی ہے انسان عام حیوانات کی طرح نہیں کہ جسے اپنے ارادوں پر کنٹرول نہیں جب چاہے جنسی تسکین حاصل کرے جب چاہے کھائے پیئے اور یہ ارادے کی قوت انسان کو روزہ عطا کرتا ہے سب کچھ انسان کے لئے مہیا اور فراہم ہوتا ہے کھانا ، پانی سب کچھ لیکن اس کے باوجود انسان اپنے آپ کو روکتا ہے اور اپنے آپ کو یہ تربیت دینے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا نفس ، میرا ارادہ میرے اپنے ہاتھ میں ہے میں اسے روک سکتا ہوں میں عام حیوانات کی طرح نہیں کہ اپنے آپ کو کھانے پینے اور جنسی تسکین سے نہ روک سکوں ۔ سال میں ایک ماہ یہ مشق اس کے لئے آنے والی زندگی کے لئے بہت سی مشکلات کو ختم کر دیتی ہے ۔

یہ سب انسان کی اپنی ذات تک کے فائدے ہیں کہ جن کو آئمہ معصومین علیہم السلام نے روایات میں بیان کیا ہے لیکن ایک بہت بڑا اجتماعی فائدہ کہ جسے روایات میں بیان کیا گیا ہے وہ غریب کی غربت کا احساس ہے ، بھوکے کی بھوک کا ادراک ہے ۔

ہم سب لوگ آئے روز اخبارات اور سوشل میڈیا پر یہ پڑھتے رہتے ہیں کہ غریب ماں نے غربت اور بھوک کی وجہ سے اپنے بچوں کے لئے کیا کچھ نہ کیا، دنیا کے کونوں کونوں میں کتنے لوگ ہیں جن کے پاس دو وقت کی روٹی کھانے کو نہیں ، کتنے گھر ایسے ہیں کہ جہاں فاقے ہوا کرتے ہیں ۔یہ سب باتیں یقینا دنیا کی ان بڑی طاقتوں کے علم میں بھی ہیں کہ جن کی پارٹیوں میں اتنا کھانا ہوتا ہے کہ جس کا اکثر حصہ ضائع کر دیا جاتاہے دنیا کہ یہ امیر قومیں یقیناً جانتی ہوں گی کہ ہمارے ملک میں ہمارے شہر میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو بھوکے ہیں جن کو کھانے کے لئے کچھ نہیں مل پاتا۔ لیکن اس کے باوجود یہ امیر طاقتیں غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات نہیں کرتیں اس کی بنیادی وجہ ان کو بھوک اور غربت کا احساس نہیں ! انہیں یہ احساس نہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے ؟ کس طرح انسان کے گھر میں کھانا نہیں ہوتا

اور نوبت فاقوں پر ہوتی ہے شائد انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ فاقہ کہتے کسے ہیں ؟

اب ان کو احساس دلانے کے لئے کوئی قلم کار جتنی اچھی تحریر لکھ ڈالے ، کوئی فلم کار ہدایت کار جتنی جذبات سے بھرپور فلم بنا ڈالے ، کتنے ہی دکھ بھرے مناظر کو کیمرے کی آنکھیں قید کر لیں ، کتنی ہی دکھ بھری ڈاکومنٹریز بنا دی جائیں لیکن ان سب سے انسان کو تھوڑا سا وقتی احساس ہوگا لیکن وہ احساس نہیں ہوگا کہ جب خود یہ امیر انسان بھوکا رہے؟ کیونکہ جب تک انسان کوئی پریکٹیکل نہ کرے تھیوری اسے مکمل فائدہ نہیں دیتی جب تک وہ غریب کی طرح بھوک کو برداشت نہ کرے یہ تحریریں ، ڈاکومنٹریز، فلمز اس کے احساسات اور ضمیر کو اتنا نہیں بیدار کر سکتیں کہ وہ اپنی دولت میں غریب اقوام کے لئے ایک حصہ نکالنے کو تیار ہو جائے ۔

ہاں اسلام نے ایک ایسی عبادت متعارف کرائی ہے کہ جس کے ذریعے امیر انسان خود بھوکا رہ کر پریکٹیکلی یہ محسوس کر سکے گا کہ بھوک کسے کہتے ہیں؟ فاقہ کسے کہتے ہیں ؟ یہی وجہ ہے کہ جب صادقِ آل محمد سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اللہ نے روزہ کو کیوں فرض کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

سَأَلَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ عِلَّةِ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ الصِّيَامَ لِيَسْتَوِيَ بِهِ الْغَنِيُّ وَ الْفَقِيرُ وَ ذَلِكَ أَنَّ الْغَنِيَّ لَمْ يَكُنْ لِيَجِدَ مَسَّ الْجُوعِ فَيَرْحَمَ الْفَقِيرَ لِأَنَّ الْغَنِيَّ كُلَّمَا أَرَادَ شَيْئاً قَدَرَ عَلَيْهِ فَأَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ خَلْقِهِ وَ أَنْ يُذِيقَ الْغَنِيَّ مَسَّ الْجُوعِ وَ الْأَلَمِ لِيَرِقَّ عَلَى الضَّعِيفِ فَيَرْحَمَ الْجَائِعَ.

(من لا یحضرہ الفقیہ ؛ ج ۲ ؛ ص ۷۳)

ترجمہ: ہشام بن حکم نے امام صادق علیہ السلام سے روزے کی وجہ کے بارے میں سوال کیا ؟ تو امامؑ نے فرمایا : کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کو اس وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ اس سے امیر اور غریب برابر ہوجائیں اور یہ اس طرح سے کہ چونکہ امیر شخص نے کبھی بھوک کو محسوس نہیں کیا تاکہ وہ غریب پر شفقت کرے کیونکہ امیر کو جب بھی کوئی چیز چاہئے ہوتی ہے وہ لے سکتا ہے پس اللہ نے یہ چاہا کہ اپنی مخلوق کے درمیان برابری کرے اور امیر کو بھوک کا احساس اور درد چکھائے تاکہ وہ کمزور پر ترس کھائے اور بھوکے پر شفقت کرے ۔

پس امام علیہ السلام نے ایک بادشاہ کے سامنے روزے کی ایسی اجتماعی علت اور فلسفہ بیان کیا کہ اگر اس روزے پر یہ بادشاہان وقت بھی عمل کرنے لگ جائیں تو دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے ۔

آپ خود سوچیں کہ دنیا کی سپر پاور طاقتیں ، اپنے پیسے اور دولت کی مستی میں مست ، خوراک اور کھانے کی مقدار اتنی کہ بڑا حصہ ضائع ہوجائے اگر یہ سب طاقتیں سال کے اندر کچھ دن خود کو بھوکا رکھیں تو ان کے اندر بھوکے اور غریب کی غربت کا احساس جاگ اٹھے گا وہ بھی یہ محسوس کر لیں گے کہ غربت کسے کہتے ہیں ؟ بھوک کیا ہوتی ہے ؟ فاقہ کس چیز کا نام ہے ؟ جب یہ احساس پیدا ہوجائے گا تو دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہو گا وہی امیر اپنی دولت سے غریب کی بھوک کو مٹائے گا ۔

پس اجتماعی طور پر معاشرہ تبھی سنور سکتا ہے کہ جب ہمیں دوسروں کا احساس ہو جب اقوام میں احساس ختم ہوجائیں تو پھر خون کے رشتے بھی بے سود ہو جایا کرتے ہیں اور جب احساس باقی رہے تو پرائے بھی اپنے بن جایا کرتے ہیں اور احساس تو تبھی جاگتا ہے کہ جب انسان خود اس دکھ اور مصیبت کا شکار ہو ۔

یہی وجہ ہے کہ روزے جیسی عبادت کو اللہ نے ہر قوم میں باقی رکھا اور قرآن میں یہ واضح اعلان ہوا کہ روزہ تم سے پہلے اقوام پر بھی فرض تھا چونکہ روزے کے اندر بہت سارے فوائد ہیں کہ جس میں یہ اجتماعی فائدہ بھی چھپا ہوا ہے ۔

اور یہی وجہ ہے کہ جب سورہ بقرہ میں روزے کے وجوب کی آیات نازل ہوئیں اور کہا گیا کہ روزہ تم پر فرض کر دیا گیا ہے جو مریض ہے سفر پر ہے اس کے لئے چھوٹ ہے اللہ آسانی چاہتا ہے تم کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں بیان کرنے کے بعد اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی اس نعمت یعنی روزہ پر اللہ کا شکر ادا کرو :

وَ لِتُكَبِّرُواْ اللَّهَ عَلَى مَا هَدَئكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

اور اللہ نے تمہیں جس ہدایت سے نوازا ہے اس پر اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار کرو شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔

اگر ہم سوچیں تو واقعا روزہ ہمارے لئے ، ہمارے معاشرے کے لئے ، پوری انسانیت کے لئے بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا اسی وجہ سے اس نعمت پر اللہ نے شکر کرنے کا حکم دیا ہے ۔

یہ تو وہ فوائد ہیں جو آئمہ علیہم السلام نے ذکر فرمائے ہیں نجانے اور کتنے فوائد ہوں گے کو جو ہمارے لئے بیان نہیں کئے گئے نجانے وہ کونسا بڑا فائدہ ہوگا جس کی وجہ سے اللہ نے ہر قوم کو ، ہر شریعت میں روزے جیسی عبادت کو باقی رکھا ۔

اللہ کی اس نعمت پر جتنا شکر ادا کیا جائے اتنا کم ہے تبھی تو معصومین علیہم السلام ماہ رمضان کے آنے پر خوش ہوتے اور ختم ہوجانے پر غمزدہ ہوجاتے کہ جیسا ان کا کوئی اپنا بچھڑ گیا ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہِ رمضان المبارک

کی اہمیت اور فضیلت امام سجاد علیہ السلام کی نظر میں

مولانا شہباز حسین مہرانی

اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید اور اسی طرح چہاردہ معصومین علیہم السلام کی روایات خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ شعبانیہ اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا مسجد کوفہ میں خطبہ اور اسی طرح صحیفہ سجادیہ میں امام سجاد علیہ السلام کی ماہ رمضان المبارک کی دعا ، یہ تمام چیزیں اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ اس ماہ مبارک کی عظمت ، اہمیت اور فضیلت بہت زیادہ ہے اسی اہمیت اور فضیلت کو درک کرنے کیلیے اس مقالے میں صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر چوالیس کی ابتدائی حصہ بیان کریں گے۔

امام سجاد علیہ السلام اللہ تعالی کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ :

وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی جَعَلَ مِنْ تِلْکَ السُّبُلِ شَهْرَهُ شَهْرَ رَمَضَانَ شَهْرَ الصِّیَامِ وَ شَهْرَ الْإِسْلَامِ وَ شَهْرَ الطَّهُورِ وَ شَهْرَ التَّمْحِیصِ وَ شَهْرَ الْقِیَامِ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدیً لِلنَّاسِ وَ بَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَی وَ الْفُرْقَانِ .

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے لطف واحسان کے راستوں میں سے ایک راستہ اپنے مہینہ کو قرار دیا یعنی رمضان کا مہینہ ، صیام کا مہینہ ، اسلام کا مہینہ ، پاکیزگی کا مہینہ ، تصفیہ کا مہینہ ، عبادت وقیام کا مہینہ ۔ وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ جو لوگوں کے لیے رہنما ہے ۔ ہدایت اور حق وباطل کے امتیاز کی روشن صداقتیں رکھتا ہے ۔

امام علیہ السلام کے ان نورانی کلمات سے جو چیز سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ماہ رمضان المبارک امت محمدی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لطف و احسان ہے جو اپنے اندر اتنی فیوضات و برکات سمیٹے ہوئے ہے جو دوسرے گیارہ ماہ میں نہیں ہیں ، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ شعبانیہ میں ارشاد فرمایا کہ :

أَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ قَدْ أَقْبَلَ إِلَیْکُمْ شَهْرُ اللهِ بِالْبَرَکَةِ وَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ

اے لوگو ! تمہاری طرف اللہ کا مہینہ برکت ، رحمت اور مغفرت کے ساتھ آ رہا ہے ۔

اور دوسری چیز جو دعا کے اس حصہ سے واضح اور روشن ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا اندازہ لگانا ہو تو سب سے پہلے اس کے اسماء کو دیکھو کہ اس کے اسماء کس چیز پر دلالت کر رہے ہیں ، جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ، رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ ان کی ذات اقدس کو واضح کر رہے ہیں اسی طرح اس ماہ مبارک کے اسماء بھی اس کی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں ۔

امام سجاد علیہ السلام نے اس ماہ مبارک رمضان کے چھ نام گنوائے ہیں جو اس ماہ کی عظمت کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کرتے ہیں ۔ وہ نام یہ ہیں:

(۱) رمضان کا مہینہ : قرآن کریم میں اس ماہ مبارک کو رمضان کے نام سے یاد کیا گیا ہے ارشاد رب العزت ہے کہ :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ : رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ہدایت اور(حق و باطل میں) امتیاز کرنے والے ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ روزہ رکھے۔

اس آیت مجیدہ واضح بیان کر رہی ہے کہ ماہ مبارک رمضان کو یہ شرف

حاصل ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا اور اسی مہینہ میں روزے فرض کیئے گئے ۔

ماہ مبارک رمضان کو رمضان کیوں کہا جاتا ہے ؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس میں پانچ قول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رمضان رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کی معنی دھوپ کی شدت سے پتھر ریت وغیرہ کے گرم ہونے کے ہیں اسی لئے جلتی ہوئی زمین کو رمضاء کہا جاتا ہے چنانچہ رسالتمآب صلی اللہ و آلہ و سلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

إِنَّمَا سُمِّيَ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ تُرْمَضُ فِيهِ الذُّنُوبُ
(مستدرک الوسائل , ج ۷ , ص ۵۴۶)

ماہ رمضان کو ماہ رمضان اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے ۔

(۲) روزوں کا مہینہ : ماہ رمضان المبارک کو گیارہ مہینوں پر کافی جہات سے فضیلت حاصل ہے ان میں سے ایک جہت یہ ہے کہ اس مہینے میں ایمان والوں پر چند شرائط کے ساتھ روزے فرض کئے گئے ہیں ۔

اس ماہ مبارک میں روزے کیوں فرض کیئے گئے ؟ اس کا جواب آیت روزہ کے آخر میں موجود ہے کہ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے کا حکم لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے روزے فرض کیئے گئے ہیں ؟ تقویٰ کیسے حاصل ہوگی ؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ انسان گناہوں سے اجتناب اور پرہیز کرے تو روزے دار متقی اور پرہیزگار بن جائے گا ، امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

اَلتَّقوی هُوَ الاِجْتِنابُ؛(فہرست غرر الحکم، باب تقوا، ص ۴۱۲.)

تقوی اجتناب ہی ہے ۔

اور روزوں کا ثواب حدیث قدسی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ : اِنَّ اللہ تبارک و تعالی يَقُولُ اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِه۔ {اصول الکافی ۴ : ۶۳}

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں ۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مروی ہے: اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ ۔ {اصول الکافی ۲ : ۱۸} روزہ آتش جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔

(۳) اسلام کا مہینہ : روایات اسلامی میں اس ماہ مبارک کو شہر اللہ (اللہ کا مہینہ)، شہر امتی (میری امت کا مہینہ) اور اس دعا میں شہر الاسلام (اسلام کا مہینہ) سے یاد کیا گیا ہے ۔ بیشک یہ ماہ مبارک رمضان مومنین کو ان تینوں سے جوڑتا ہے اور ان سے اپنا رشتہ مضبوط کرتا ہے ، اس ماہ مبارک میں مومن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے ، مومن ایک دوسرے رشتہ مضبوط کرتے ہیں ۔خصوصاً فقراء ، مساکین اور غریبوں پر دوسرے ماہ کی نسبت بہت زیادہ مہربان ہوتے ہیں اور یہ ان دونوں چیزوں کی تاکید دین اسلام میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے ۔

دوسرے الفاظ میں ماہ مبارک رمضان مومن کو ان تینوں (اللہ تعالیٰ ، دین اسلام اور مومنین) سے جوڑتا ہے یعنی یہ مہینہ مومن کا رشتہ مومنین سے اور اپنے کریم رب سے مضبوط کرتا ہے جس کا نام دین اسلام ہے ۔

(۴) طہارت کا مہینہ : پاکیزہ زندگی کے لیے طہارت ضروری ہے ، طہارت فقط جسمانی نہیں ہے بلکہ انسان کی نیت اور قلب وغیرہ بھی ہونا چاہیے تاکہ کماحقہ مومن اس ماہ مبارک کے فیوضات اور برکات کو حاصل کرسکے ، جس طرح رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

فَاسْأَلُوا اللهَ رَبَّكُمْ بِنِيَاتٍ صَادِقَةٍ وَ قُلُوبٍ طَاهِرَةٍ۔
(بحار الأنوار ج ۹۳ ص ۳۵۶)

تم (ماہ مبارک رمضان) میں اپنے رب کو سچی نیتوں اور سچے دل کا ساتھ اس سے سوال کرو ۔

اور اسی طرح امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اس مہینے میں افضل اعمال کون سے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

فَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِي هَذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ عَزَ وَ جَلَ ۔(بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ : اے ابو الحسن اس مہینے میں افضل اعمال یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محارم (حرام کاموں سے بچا جائے) سے بچا جائے ۔

نتیجہ میں جسمانی روحانی طہارت کے لیے ضروری ہے کہ مومن حرام کاموں سے بچے ۔

(۵) تمحیص کا مہینہ : تمحیص کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو کھوٹ اور عیب سے پاک کرنا۔ جس طرح ارشاد رب العزت ہے کہ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۴) اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ کر واضح کر دے ۔

بقیہ ص ۱۰ پر مطالعہ فرمائیں ---

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: اگر والد بیٹے کو قتل کر دیتا ہے قصاص تو نہیں ہے آیا دیت بھی ہے اور اگر دیت ہے تو دیت کو لینے کے لئے اس مقتول کا کون وارث بنے گا؟ کیا اس کی والدہ دیت کی وارث ہو گی ہے یا اس کا کوئی اور عزیز دیت کا وارث ہو گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر مقتول کی اولاد، بیوی اور ماں ہے تو باپ کیونکہ قاتل ہے تو وہ دیت کا وارث نہیں ہو گا اور دیت باقی ورثاء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر مقتول کی اولاد اور بیوی نہیں ہیں اور ماں موجود ہے تو دیت ماں کی طرف منتقل ہو گی اور اگر ماں اور اولاد نہیں ہیں اور فقط بیوی ہو تو بیوی کو دیت میں سے چوتھا حصہ ملے گا اور باقی دیت مقتول کے دوسرے طبقے کے ورثاء میں تقسیم ہو گی اور اگر اولاد، بیوی اور ماں نہیں ہیں تو دیت دوسرے طبقے کے ورثاء کی طرف منتقل ہو گی۔ واللہ العالم

سوال: کسی کے پاس دیت دینے کے لئے پیسے نہ ہوں مثلاً کسی بھی جرم میں اس نے دیت دینی ہے اور اس کے پاس دیت دینے کے پیسے نہ ہوں تو آیا اسے دیت کے عوض قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اسلام میں دیت کے عوض قید کی سزا نہیں ہے بلکہ قاتل پر واجب ہے کہ مال کمائے تاکہ آہستہ آہستہ دیت دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اگر قاتل کی کوئی جائیداد ہو تو جائیداد کا بعض حصہ اگر دیت کے لئے کافی ہو تو بیچا جا سکتا ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دیت قیامت تک قاتل کے ذمہ باقی رہے گی۔ واللہ العالم

سوال: مولا جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت اللہ کے فرائض میں سے اہم فرض ہے اگر کوئی بندہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو کیا کرنا چاہیے ؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر کوئی شخص کربلا نہیں جا سکتا ہے تو وہ دنیا کے جس کونے میں بھی ہو وہ شخص وہی سے کربلا کی طرف منہ کر کے ہر مناسب وقت میں مختصر زیارت یا جیسی بھی زیارت ممکن ہو عمومی زیارات جو کسی وقت کے ساتھ مختص نہیں ہیں جیسے زیارت عاشورہ پڑھیں اور سال کے مخصوص ایام میں جو زیارات ہماری معتبر کتابوں میں نقل کی گئی ہیں ان کو پڑھیں اور خدا سے دعا مانگیں کہ خدا توفیق دے تاکہ حرم امام حسینؑ میں جانے کی توفیق حاصل ہو۔ واللہ الہادی

سوال: کیا ہم ہندوؤں کے ہاتھوں کی بنی پروڈکٹ کھا سکتے ہیں اور یہ پروڈکٹس کھانے کے بعد میری نماز اور روزے میں کوئی فرق پڑ سکتا ہے ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر یہ چیزیں ہندوؤں کے ہاتھوں سے بنی ہوئی ہو اور صرف صرف مشین کے واسطہ سے نہیں بنتی تو ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: آپ نے الکوحل کو نجس قرار دیا ہوا ہے تو کیا ہم وقتی طور پر کسی دوسرے فقیہ کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے اس کو استعمال کر سکتے ہیں ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! الکوحل نجس ہے، نجس ہے، نجس ہے اور دین میں اپنی سہولت کے لئے ایک مرجع کی تقلید چھوڑ کر دوسرے مرجع کی طرف جانا جائز نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: نماز اور عزاداری ہو رہی ہو تو کیا عزاداری زیادہ اہم یا یا نماز زیادہ اہم ہے اگر یہ خطرہ ہو کہ نماز قضاء ہو رہی ہے تو کیا عزاداری چھوڑ سکتے ہیں یا یہ کہ پہلے ہم عزاداری کریں یا نماز پڑھیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! ہم امام حسینؑ کی نماز کی حفاظت کے لئے عزاداری و ماتم کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو امام حسینؑ اور رسول خداؐ کی طرف لائیں اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ ان سب سے دور ہے اور اس کا حشر کافروں کے ساتھ ہو گا۔

اگر عزاداری اور جلوس پورا کرنے کے بعد نماز کا وقت ختم ہونے کا

خطرہ ہو تو نماز کو مقدم کریں گے۔ واللہ العالم

سوال: مخصوص حالات میں جب نماز آیات واجب ہوتی ہے اسی طرح اب یہ جو موزی وباء آئی ہوئی ہے کیا اس وباء کی صورت میں بھی نماز آیات پڑھنی چاہیے یا نہیں ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر سب انسان پر وباء سے خوف عام طاری ہو جائے تو نماز آیات پڑھنے میں ثواب ہے ۔ ہم سب کی دعا ہے خدا مومنین کو بلکہ ساری دنیا کو اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ واللہ العالم

سوال: میں نے قرآن کریم نہیں پڑھا ہوا ۔ تو کیا میں قرآن کا اردو ترجمہ پڑھ سکتا ہوں ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! دیکھیں قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے آپ سمجھنے کے لئے ترجمہ پڑھیں اور قرآن کے عربی الفاظ کو پڑھیں۔ واللہ العالم

سوال: اگر کسی آدمی نے ہئیر ٹرانس پلانٹ کروایا ہو تو جس عورت سے وہ شادی کرنے والا ہو اس آدمی کا اس عورت کو بتانا ضروری ہے کہ میں نے ہئیر ٹرانسپلانٹ کروایا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! جس عورت سے شادی کرنی ہو اس کو بتانا ضروری نہیں ہے اور میری بیٹیوں پر واضح رہے کہ مرد کی مردانگی، عقلمندی، بردباری، دیندار، خاندان اور بچوں کی صحیح تربیت جیسی چیزوں کے لئے اختیار کیا جاتا ہے اور عورت کو دیندار اور پردے کی پابندی کے لحاظ سے پسند کیا جاتا ہے، اگر کسی مرد کے بال بہت خوبصورت اور اچھے ہوں جبکہ اس میں مردانگی، عقلمندی اور دینداری نہ ہو تو کیا کوئی عورت ایسے شخص کو شوہر بنانے کے لئے تیار ہوگی؟ واللہ العالم

سوال: کیا بوکسنگ ایم ایم اے ایسے کھیل اسلام میں حرام ہے ؟ اور ان کھیلوں سے ملنے والا پیسہ حرام ہے ؟ اور اگر ہم شرط یا پیسہ نہ لگائیں تو کیا فائیٹ کر سکتے ہیں کسی کے ساتھ یا بوکسنگ یا ایم ایم اے کا میچ کھیل سکتے ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! ایسا کھیل کھیلنا جائز نہیں ہے اور بوکسنگ کھیلنا بھی جائز نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا لڈو کھیلنا حرام ہے ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! لڈو کھیلنا حرام ہے اور ہر وہ کھیل جس میں کامیابی چانس کے ذریعے ہوتی ہے وہ بھی کھیلنا حرام ہے۔ واللہ العالم

سوال: کوئی ایسا گناہ جو اگر انسان کسی کے ساتھ کرے تو وہی گناہ دوسرا شخص کسی اور کے ساتھ کرے اور ایسے گناہ بڑھتا رہے مثلا ایک گناہ ایسا ہو جو منتقل ہوتا رہے آگے اور ایک انسان کی وجہ سے وہ گناہ ہو رہا ہو اور اسی انسان کے مرنے کے بعد بھی وہی گناہ اسی انسان کی وجہ سے ہو ۔ جیسے کوئی انسان یہ گناہ شروع کروا دے کہ بیٹیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں دینا اور وہ گناہ اس انسان کی وجہ سے چلتا رہے اس کے مرنے کے بعد بھی لیکن وہ شخص زندہ ہو اور اس گناہ کو رک نہ پائے اسے ڈر ہو کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی وجہ سے یہ گناہ ہو گا کیا ایسے گناہ کی معافی ہو سکتی ہے ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اس کا فریضہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرے اور لوگوں کو اس گناہ سے روکے ورنہ اس نے ظلم کیا ہے اور مال کو غصب کیا ہے اور ظالم پر خدا کی لعنت ہے اور جس پر ظلم کیا ہے جبتک وہ معاف نہ کرے تو خدا معاف نہیں کرے گا۔ واللہ العالم

مرجعیتِ عظمیٰ

رمضان المبارک کا احیا کیسے کرتی ہے!

ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے. جس کو ہر مومن اپنی بساط کے مطابق عبادت خدا میں گذارتا ہے. مگر مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں اس کا احیا اسطرح ہوتا ہے کہ ہر رات دعاے افتتاح کی تلاوت کی جاتی ہے. اس کے بعد حجت الاسلام شیخ علا کعبی مجلس پڑھتے ہیں جس میں مرجع عالی قدر دام ظلہ خود شریک ہوتے ہیں. اور آپ کے علاوہ نجف اشرف کے مومنین فضلاء علماء اور طلاب کی کثیر تعداد شریک ہوتی ہے. مجلس میں ماہ رمضان کی عظمت سیرت اھل بیت علیہم السلام اخلاق اور مصائب اہل بیت علیہم السلام بیان کیے جاتے ہیں. اس مجلس کے بعد مرجع عالی قدر دام ظلہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے وفود سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنی نصیحت سے ان کو فیضیاب کرتے ہیں. خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ اس سلسلے کو تا قیامت جاری رکھے اور مرجع عالی قدر دام ظلہ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے آمین۔ مگر اس دفعہ احتیاط کے تقاضے بھی ملحوظ خاطر رکھے گئے ہیں.

اہل بیت علیہم السلام سے تمسک ہی

تقرب الٰہی

کا ضامن ہے۔

مرجع مسلمین وجہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں عراق کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے مؤمنین سے اپنی پدرانہ نصیحتوں اور ضروری ارشادات میں فرمایا کہ صحیح مومن ہی اہلبیت علیہم السلام کی سیرت اور ان کے بتائے ہوئے راستے کا پابند ہوتا ہے اسلئے کہ یہی اکیلا وہ راستہ ہے کہ جو تقرب الٰہی اور رضائے الٰہی کا ضامن ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے مزید فرمایا کہ عتبات عالیات و مراقد مقدسہ کی زیارات ہمارے لئے نایاب موقع ہیں کہ ہم ائمہ علیہم السلام کے حضور ہر طرح کی غلطیوں اور گناہوں کے ترک کا مصمم عزم کریں تاکہ ہماری یہ زیارتیں سب سے پہلے ذات کی اصلاح اسکے بعد گھر اور پھر پورے معاشرے کی اصلاح کی حسین ابتداء قرار پائے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے ان سے خطاب میں حقیقی دین محمدی کی پابندی، حلال و حرام کی معرفت پر تاکید فرماتے ہوئے بیان کیا کہ اس سے انسان شرعی اور اخلاقی مخالفت سے بچتا ہے۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

ہم امام حسین علیہ السلام کی نماز کی حفاظت کے لئے عزاداری و ماتم کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو امام حسین علیہ السلام اور رسول خدا ﷺ کی طرف لائیں اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ ان سب سے دور ہے اور اس کا حشر کافروں کے ساتھ ہو گا۔

پاکستان میں سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر +923125197082

www.soutulnajaf.com m.urdu@alnajafy.com facebook.com/soutunnajaf

مرکزی ایڈریس امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر ۲، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان